آپ کے زرّیں اقوال جو تذکرۃ العباد میں مرقوم ہیں، ان کا ترجمہ یہ ہے:-

(۱) جاہل اور طمع پرست صوفی شیطان کا مسخرہ ہے۔

(۲) جو فقیر امیروں کے دروازوں پر جاتا ہے وہ مکّار ہے۔

(۳) رات کو سوتے وقت غور کرو کہ آج کتنے کام اچھے کیے ہیں اور کتنے بُرے۔

(۴) ہر نماز کے وقت یہ خیال کرو کہ شاید یہ آخری نماز ہو۔

(۵) جو خدا سے ڈرتا ہے وہ کسی سے نہیں ڈرتا اور جو خدا سے نہیں ڈرتا وہ سب سے ڈرتا ہے۔

(۶) دشمن کی دشمنی اُس سے مشورہ کرنے سے ٹوٹ جاتی ہے۔

(۷) رقت کی حالت میں دُعا مانگو ضرور قبول ہوگی۔

تذکرۃ الواصلین میں لکھا ہے کہ حضرت صابرؒ جلال و جبروت کے پیکر اعظم تھے اس لیے بہت کم لوگ آپ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوتے تھے۔ بایں ہمہ قہر و جلال حضرت خواجہ ترکؒ آپ کے جاں نثار مرید تھے۔ اسی عقیدت و محبت کی بنا پر حضرت صابرؒ نے ان کو تاجِ خلافت عطا فرمایا۔

دلیل العارفین کے مطابق حضرت ترک پانی پتی قطب صاحب کے خلفاء میں سے ہیں۔ پھر بتایا گیا کہ بابا فریدؒ کے بھی خلیفہ ہیں لیکن اصل یہ ہے قطب صاحب اور بابا فریدؒ سے مستفیض ہوئے مگر خلافت حضرت صابرؒ سے ملی۔ خزینۃ الاصفیاء میں حضرت صابرؒ کا سال وصال عہدِ بلبن میں ۶۷۹ھ لکھا ہے لیکن دیگر تذکروں میں ۶۹۰ھ ہے۔ میں نے کسی کتاب میں ۶۹۵ھ بھی لکھا دیکھا ہے۔

حضرت مخدوم صابرؒ کا مزار کلیر میں ہے۔ مشہور ہے کہ اس کی تعمیر پہلے حضرت مولانا عبدالقدوس گنگوہیؒ نے کرائی تھی اس کے بعد عہدِ جہانگیری میں اس کو از سرِ نو بنوایا گیا۔ حضرت مخدوم کے فنا فی الذات محویت اور استغراق کی وجہ سے ان کے اور سلسلہ صابریہ کے حالات بہت حد تک منتشر ہیں۔ یہاں تک کہ شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے اسی بنا پر ان کے مزار کے بارے میں بھی شبہ ظاہر کیا ہے۔

اصل یہ ہے کہ ایک سالک کے برعکس ایک مجذوب کی زندگی ایسی ہی ہوا کرتی ہے۔ گمنامی اور عزلت گزینی میں ہی انھیں راحت نصیب ہوتی ہے۔ بقول شیخ سعدیؒ ع رہے سلیم تراز کوئے بے نشانی نیست

اور یہ شعر بھی شاید ایسے ہی بزرگوں کے بارے میں ہے ؎

بعد از وفات تربتِ ما در زمیں مجو ✿ در سینہ ہائے مردمِ عارف مزارِ ماست

محمد عبدالشہید نعمانی

(۷)

امام ابوحنیفہؒ کی تابعیت اور صحابہؓ سے ان کی روایت

هذا ما روى الامام ابوحنيفة النعمان بن ثابت بن زوطى بن يحيى بن زيد بن ثابت الانصارى التيمى[ع] تيم بن ثعلبة رحمه الله تعالى توفى ببغداد سنة خمسين و مائة عن الصحابة رضى الله تعالى عنهم اجمعين اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم۔[۱]

یہ وہ حدیثیں ہیں جن کو امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت بن زوطے بن یحییٰ بن زید بن ثابت انصاری تیمی (تیم بن ثعلبہ کی طرف نسبت ہے) رحمہ اللہ تعالیٰ نے جن کی بغداد میں ۱۵۰ھ میں وفات ہوئی ہے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے روایت کیا ہے۔

۶ — حافظ عبدالقادر قرشی حنفی المتوفی ۷۷۵ھ

مصر کے مشہور حنفی عالم، محدث معنوی، حافظِ حدیث، فقیہ اور طبقاتِ حنفیہ پر

ع امام ابوحنیفہ کے سلسلۂ نسب میں ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ عربی النسل تھے۔ امام ابومعشر طبری نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔

۱ صفحہ ۲، طبع مکتبۂ اعزازیہ دیوبند ۱۳۵۰ھ

مشہور ترین کتاب الجواہر المضیئۃ کے مصنف ہیں۔ ان کا نام عبد القادر، کنیت ابو محمد، قرشی نسبت اور محی الدین لقب ہے۔ سلسلۂ نسب کی تفصیل یہ ہے :-

عبد القادر بن محمد بن محمد بن نصر اللہ بن سالم بن ابی الوفاء القرشی محی الدین ابو محمد الحنفی المصری۔

شعبان ٦٩٦ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے۔ اپنے دور کے مشہور اساتذۂ فن سے علم حدیث کی تحصیل کی، جن میں حسب ذیل حضرات کے اسمائے گرامی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں :-

۱۔ رضی طبری ۲۔ ابو الحسن بن صواف ۳۔ حسن بن عمر کردی ۴۔ رشید بن المعلم ۵۔ شریف بن علی ٦۔ عبد العظیم المرسی ۷۔ عبد اللہ بن علی الصنہاجی ۸۔ موفقیہ ست الاجناس۔

حافظ قرشی نے محدث حسن کردی سے مؤطا اور محدث رشید بن المعلم سے "ثلاثیاتِ بخاری" کا سماع کیا تھا۔ حافظ دمیاطی نے بھی ان کو حدیث کی اجازت دی تھی۔ علامہ قرشی کا شمار حفاظ حدیث میں ہے چنانچہ حافظ ابن فہد نے "لحظ الالحاظ" میں جو "تذکرۃ الحفاظ ذہبی" کا ذیل ہے ان کا تذکرہ کیا ہے، جو ان الفاظ سے شروع ہوتا ہے :

"الامام العلامۃ الحافظ"

محدث ہونے کے ساتھ ساتھ بلند پایہ فقیہ، مفتی، مدرس اور مصنف بھی تھے۔ فقہ سے خصوصی شغف تھا، مدت دراز تک آپ مسند تدریس و افتاء پر فائز رہے۔ بے شمار طلبہ نے جن میں نامور حفاظ حدیث بھی تھے، آپ سے کسب فیض کیا۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے ان کے تلامذہ کی فہرست میں اپنے شیخ حافظ ابو الفضل زین الدین عراقی کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ حسب ذیل تصانیف آپ نے یادگار چھوڑی ہیں :-

۱۔ العنایہ فی تحریر احادیث الہدایہ ۲۔ الحاوی فی شرح معانی الآثار للطحاوی

۳۔ تہذیب الاسماء الواقعۃ فی الہدایۃ والخلاصہ

۴۔ البستان فی فضائل النعمان